مولانا محمد علی جوہر کی انگریزی صحافت

مولانا محمد علی جوہر تحریک آزادی کے جانباز سپاہی، بے باک اور نڈر صحافی تھے۔انہوں نے پنی تحریری اور تقریری صلاحیتوں سے ملک کی آزادی کے لیے جدو جہد کی۔اردو اور انگریزی زبان میں اخبارات جاری کیے۔مولانا کا باضابطہ صحافتی میدان میں داخلہ ''ٹائمز آف انڈیا'' میں سلسلہءمضامین سے ہوا' جس میں ''موجودہ بے چینی پر چند خیالات'' کے عنوان سے مضامین لکھتے رہے۔ٹائمز آف انڈیا ایک معیاری اخبار تھا۔مولانا اپنے مضامین کے ذریعہ ملک کے حالات پر بے باک تجزیہ پیش کرتے اور سیاسی مسائل پر بے لاگ تبصرہ کرتے۔مولانا کے خیالات سے لوگوں کو اتفاق ہو یا نہ ہوالبتہ ان کے انگریزی اسلوب پر سب لوگ فدا تھے۔مولانا نے بہت ہی جلد بہ حیثیت انشاء پرداز اور کالم نویس اپنی شناخت بنالی۔نومبر ۱۹۰۷ء میں ٹائمز آف انڈیا میں شائع شدہ مولانا کے مضامین "Some thoughts on present discontentment" کے عنوان سے کتابی صورت میں بمبئی سے شائع ہوئے۔

ٹائمز آف انڈیا کے علاوہ ''ابزرور'' اور ''انڈین ریویو' میں بھی مولانا کے مضامین شائع ہوئے۔مولانا ہمیشہ انتہائی اہم موضوعات پر قلم اُٹھاتے اور نہایت سنجیدگی اور وضاحت کے ساتھ اپنی بات پورے وثوق اور دلائل کی روشنی میں پیش کرتے۔مولانا محمد علی کے بارے میں مشہور انگریزی ادیب ایچ جی ویلز نے کہا تھا ''ان کا دل نپولین کا، ان کی زبان برک کی، اوران کا قلم میکالے کا تھا''۔

مولانا مودودیؒ کہتے ہیں:

''وہ ایک غلام ملک کا باشندہ تھا لیکن دنیا کی سب سے بڑی سامراجی حکومت اس سے ڈرتی تھی۔وہ بڑی آسانی سے انگریزی دور میں کم سے کم وائسرے کی اکزیکیٹو کونسل کا ممبر تو بن ہی سکتا تھا لیکن ان مناصب عالیہ پر اس نے کبھی نگاہِ غلط انداز ڈالنا بھی گوارا نہ کیا''۔(شخصیات، ابوالاعلی مودودی،ص۱۱۸۹)۔

کامریڈ کا محرک: کامریڈ نکالنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں میں قومی بیداری پیدا کی جائے اور انھیں ایک فکر پر مجتمع کیا جائے۔مولانا کا خیال تھا کہ اس مقصد کے لیے اُردو اخبارات کافی نہیں ہیں اور جو اخبارات اس وقت انگریزی میں شائع ہو رہے تھے وہ مسلمانوں کی مکمل ترجمانی نہیں کرتے تھے۔اس لیے مسلمانوں کی آواز ایوان حکومت تک پہنچتے پہنچتے دب کر رہ جاتی۔مولانا نے سوچا ایک انگریزی اخبار کے ذریعہ مسلمانوں کے خیالات کو ایوان حکومت اور ارباب حکومت تک بہ آسانی پہنچایا جاسکتا ہے۔

اس مقصد کے لیے مولانا نے کلکتہ سے کامریڈ جاری کیا۔ رئیس احمد جعفری کامریڈ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حاکموں، محکوموں، انگریزوں، ہندوستانیوں، سارے انگریزی داں طبقے میں اس کی دھوم مچ گئی کیونکہ وہ قوم کی خستہ حالت کی عکاسی کررہا تھا۔اس کا اصلی مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں، خاص طور سے تعلیم یافتہ طبقہ میں خودداری کے احساسات میں بیداری پیدا ہو اور اس سے انگریزوں کی گرفت سے نکلنے کا راستہ اختیار کریں۔اس کے اجراء کے ساتھ ہی مقبولیت کا ڈنکا بجانا شروع ہوگیا۔ اس پرچہ کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہفتہ بھر پرچے کو نہ چھوڑتے تھے۔لیڈی ہارڈنگ اس کی منتظر رہتیں۔مسٹر میک ڈانلڈ، وزیراعظم برطانیہ بالالتزام کامریڈ پڑھتے تھے، جرمنی کا ولیعہد اس کا خریدار تھا۔سرفلیٹ وڈلسن ہندوستان سے جاتے ہوئے اپنے دوست اور لندن والوں کے لیے پرچے تحفۃً لے گئے''۔ (سیرت محمد علی۔ص ۱۹۸)

کامریڈ کا اسلوب: کامریڈ اپنے منفرد اسلوب کی بدولت بہت جلد ایک انٹرنیشنل اخبار بن گیا۔اس کے خریدار نہ صرف ہندوستان بلکہ برطانیہ میں بھی موجود تھے۔صرف برطانیہ میں تین سوخریدار تھے۔کامریڈ کے دوراول کا اسٹاف لائق اور تجربہ کار تھا۔ان کے تعاون سے کامریڈ نے بہت جلد کامیابی حاصل کرلی۔کامریڈ میں ملک کے سیاسی، سماجی اور اسلامی موضوعات پر کھل کر بحث کی جاتی۔ عالم اسلام کے مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی جاتی۔کامریڈ کا ادارتی نوٹس خود مولانا تحریر کرتے۔ان کے غیاب میں راجہ غلام حسین لکھتے۔راجہ غلام حسین ایک سلجھے ہوئے انگریزی کے پختہ قلم کار تھے۔ بسا اوقات ایڈیٹر اور راجہ صاحب کی تحریروں میں فرق کرنا محال ہوجاتا۔

کامریڈ میں ''گپ''(Gup) کے عنوان سے ایک مستقل فکاہیہ کالم شائع ہوتا جس نے بہت مقبولیت حاصل کی۔اس کالم میں سماجی اور سیاسی مسائل کے مضمرات کو فکاہیہ مولانا کی صحافتی قابلیت کا ذکر کرتے ہوئے جناب محمد اسحاق صاحب رقمطراز ہیں۔

''اُن کی (مولانا محمد علی کی) صحافتی گل کاری، طرز تحریر کی انقلاب آفرینی، الفاظ و محاورات کی رفعت شان استدلال کی اصابت، زور بیاں کی اثر انگیزی، سیاسی فکر ونظر کی پختہ کاری اور طنز و مزاح کی سلامت روی کے ساتھ تلخی اور ترشی نے نہ صرف ہندوستان کے سیاسی حلقوں میں ہلچل پیدا کردی۔ بلکہ مغرب کے عالی مرتبت ارباب دانش اور اہل سیاست بھی ان کو خراج تحسین پیش کرتے رہے''۔ (معارف اعظم گڑھ،ص ۳۶۲)

کامریڈ نے اپنے اسلوب بیان کی ندرت اور مضامین کی دلنشینی کے باعث بہت جلد بین الاقوامی شہرت حاصل کرلی۔درجہ ذیل سطور میں کامریڈ کے اسلوب کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

کامریڈ کا شہرہ آفاق کالم گپ (Gup) کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو جس میں آنریری مجسٹریٹ کا نقشہ کھینچا گیا ہے:

"He is an apollilisis of intellectual inanity, and an official recognition of native imbecility...... His loyalty is an over mastering passion".

''ایسی عقل جو اپاہج اور بے دم ہو، اس کو دیوتا بنادیا گیا اور اس کا نام رکھ دیا گیا آنریری مجسٹریٹ یا اسے ذہنی نامردی کا سرکاری اعتراف کہیے۔ اس کی سرشت کا غالب عنصر اس کا تیز و تند جذبہ وفاداری ہے''۔

ستمبر ۱۹۱۹ء میں لندن ٹائمز نے The Choice of the turks کے نام سے ایک افتتاحیہ اداریہ شائع کیا جس میں ترکوں کو جنگ عظیم میں شرکت نہ کرنے اور مکمل غیر جانبدار رہنے کی دھمکی دی گئی۔ لندن ٹائمز کے اداریہ کا آغاز یوں ہوتا ہے:

"Let the Turks be under no delusion. The stand at the parting of the ways. If they elect for war at the bidding of Germany, they will be staking their existence as a state".

''ترک کسی مغالطے میں نہ رہیں۔ (اس وقت) وہ اس مقام پر کھڑے ہیں جہاں سے راستے جدا ہو جاتے ہیں۔ اُنھوں نے جرمنی کے کہنے پر جنگ میں کود پڑنے کا فیصلہ کیا تو ان کا یہ قدم اپنی مملکت کے وجود کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہوگا''۔ (محمد علی، شخصیت و خدمات، نظر برنی، ص:۲۰۸)

اس کے علاوہ ترکوں کو لالچ دی گئی کہ اگر اس نے اتحادیوں کا مطالبہ تسلیم کرلیا تو اسے مملکت عثمانیہ کی سلامتی، مالی امداد اور اسے جرمنی کے یک طرفہ معاہدوں سے نجات دلانے کی ضمانت بھی دی جائے گی۔ اس کے ساتھ یہ بھی دھمکی دی گئی کہ اگر اس نے جرمنی کا ساتھ دیا تو اتحادی طاقتیں سلطنت عثمانیہ کا نام و نشان مٹادیں گے۔

لندن ٹائمس کے مضمون کی تلخی اور دھمکی آمیز لہجہ کو دیکھ کر مولانا کو شک ہوا کہ کہیں ترکی اس قدر تلخ لہجہ کو برداشت نہ کرکے برطانوی فوج کے خلاف جنگ کر نہ بیٹھے، چنانچہ ترکوں کو روکنے کے لیے بھی مولانا نے یہ مضمون لکھا۔ مولانا کا مضمون ۲۶ رستمبر ۱۹۱۴ء کو کامریڈ میں شائع ہوا۔ مولانا کے کئی دوست احباب نے اس مضمون کو شائع نہ کرنے کا مشورہ دیا اور سراسر اس کو مصلحت وقت کے منافی قرار دیا۔ لیکن مولانا کب ماننے والے تھے' ان کا طرہ امتیاز صحافت ''کلمۃ حق عند سلطان جائر'' تھا چنانچہ مولانا نے اس مضمون کو شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ مولانا محمد علی کہتے ہیں:

''میں جانتا ہوں میں نے موت کے وارنٹ پر دستخط کیے ہیں مگر اب میں رائے قائم کر چکا ہوں، جو ہونا تھا وہ ہو چکا، اب کچھ نہیں ہوسکتا''۔ (ہندوستانی ادب کے معمار، مولانا محمد علی جوہر، شہزاد انجم، ص:۵۵)

مولانا نے اس مضمون میں ترکوں میں اسلام کے پہنچنے کی مکمل تاریخ پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس مضمون کے ذریعہ لندن ٹائمس کی دھمکیوں، جھوٹے دعوؤں،

تاریخ کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے اور انگلینڈ کے خود عالم اسلام کے دوست کے طور پر سامنے لانے کی خواہش کا پردہ چاک کر کے دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔

مولانا نے کامریڈ کو جس انداز سے شروع کیا آخری دور میں ان کی قوت مختلف سمتوں میں تقسیم ہونے کی وجہ سے وہ انداز باقی نہیں رہا۔ مولانا وقت کی پابندی کرنے سے بھی قاصر رہے۔ حالات نے بھی ان کا ساتھ نہیں دیا۔ نتیجتاً ۲۲/جنوری ۱۹۲۶ء کا شمارہ کامریڈ کے لیے آخری ثابت ہوا اور کامریڈ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔

مولانا کامریڈ کے ذریعہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے صدق دل سے کوشاں رہے۔ وہ ہندوستان کو انگریزوں کے تسلط سے نکالنا چاہتے تھے اور مسلمانوں کو عظمت رفتہ کی یاد دلا کر ان کو بیدار کرنا اور اقوام عالم میں انھیں ایک باعزت مقام دلانا چاہتے تھے۔ مولانا کا قول ہے ''میں نے ہمیشہ اتحاد کی حمایت کی اور میرے اخبار کا نام کامریڈ اسی پر دلالت کرتا ہے''۔

مولانا اپنی ہنگامہ خیز سیاسی مصروفیتوں کی وجہ سے آخر میں کامریڈ کے لیے زیادہ وقت نکال نہ سکے جس کی وجہ سے کامریڈ کا دور ثانی پہلے دور کی طرح روشن نہیں رہا۔ احمد سعید ملیح آبادی نے بالکل صحیح لکھا ہے:

''کامریڈ دنیائے صحافت میں ایک دھماکہ بن کر نمودار ہوا اور اس شان سے نکلا کہ انٹرنیشنل اخبار بن گیا اور جب تک نکلا، اپنے قدردانوں میں خوب مقبول رہا۔ اگرچہ دور ثانی ۱۹۲۵ء تا ۱۹۲۶ء میں حالت یہ ہوگئی تھی کہ کامریڈ نام کو تو ہفتہ وار تھا مگر مہینے میں کہیں ایک آدھ ایشو جیسے تیسے نکل جاتا جس میں مولانا محمد علی کی زندگی کے آخری دور کی بے ترتیبی، بدنظمی اور انتشارِ ذہن کو دخل تھا''۔ (اردو معلیٰ غالب نمبر ۳۱۸)

کامریڈ کا بے باک لہجہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس دور میں جبکہ دوسرے اخبار انگریز حکومت کی مدح سرائی میں مصروف تھے کامریڈ نے حکومت کی پالیسیوں کی کھل کر مخالفت کی اور انگریزی زبان کا جو رعب ودبدبہ اور نفسیاتی دباؤ ہندوستانیوں پر چھایا ہوا تھا اس کو مولانا نے کامریڈ کے ذریعہ ختم کرنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کے خیالات کو حکومت وقت تک پہنچانے کے لیے کامریڈ نے اہم رول ادا کیا ورنہ ان کی آواز کو دبایا اور کچلا جارہا تھا۔ مسجد کانپور کے مسئلہ میں مولانا محمد علی نے کامریڈ کے ذریعہ حالات کی صحیح عکاسی کی۔ کامریڈ نے خبروں کی صحت کے معیار کو قائم رکھا، بے ہودہ اشتہارات اور بغیر تصدیق کے خبروں کی اشاعت سے اپنے آپ کو باز رکھا۔ کامریڈ ایک غیر جانبدار اخبار تھا، بے جا کسی کی طرف داری کو اس نے اپنا شعار نہیں بنایا۔

غرض مولانا نے جن مقاصد کے تحت کامریڈ اخبار نکالا اُن میں مولانا پوری طرح کامیاب نظر آتے ہیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر شیخ فاروق باشا
اسسٹنٹ پروفیسر
گورنمنٹ ڈگری کالج، رائے چوٹی، آندھرا پردیش

یادِ رفتگاں